کلیم صدیقی

غیر مسلموں کے اسلامی اخلاق

اسلام نے مسلمانوں کو جو اخلاقی اصول سکھلائے تھے ان کو اختیار کرنے والے تاریخ کے اوراق کی زینت بن چکے ہیں اور موجودہ زمانہ میں مسلمان قومیں بحیثیت مجموعی اسلامی اوصاف سے یکسر خالی ہی نظر آتی ہیں۔ اسلام کی جن خوبیوں کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ان کو مغربی ممالک کی غیر مسلم قوموں نے اپنا لیا اور یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ موجودہ زمانہ میں اسلامی اخلاق کے نمونے اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے زیادہ مغربی ممالک کے غیر مسلموں میں پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم ایک پاکستانی کے دلچسپ تجربات پیش کرتے ہیں جو اس نے لندن کے باشندوں کی دیانت کا امتحان لینے کے لئے کئے تھے۔ لندن والے تو اس آزمائش میں پورے اترے لیکن کیا کسی مسلم ملک کے شہری بھی دیانت کا یہ معیار پیش کر سکتے ہیں؟

کیا لندن کے باشندے دنیا کے دوسرے شہروں میں رہنے والوں سے زیادہ دیانت دار ہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لئے میں نے گذشتہ ہفتہ میں متعدد تجربے کئے۔ اور ایک پارسل کو دیدہ و دانستہ مختلف مقامات پر پھینک آیا لیکن ہر دفعہ وہ پارسل مجھے واپس مل گیا۔

ایک مرتبہ میرے دوست نے بیان کیا کہ وہ ایک ایسے حوض میں تیرنے کے لئے گئے تھے جہاں کافی مجمع تھا۔ اور واپس آتے ہوئے وہ اپنا بٹوہ بھول آئے جس میں بیس پونڈ کے نوٹ بھی تھے۔ لیکن چند روز کے بعد بذریعہ ڈاک ان کو یہ بٹوہ واپس مل گیا۔ اور اس میں تمام چیزیں موجود تھیں۔ بٹوہ کے ساتھ ہی مرسل نے ڈاک کے خرچ کی بابت پانچ شلنگ کا بل بھی ارسال کیا تھا۔ یہ قصہ سن کر مجھے لندن میں رہنے والوں کی دیانت کا امتحان لینے کا خیال پیدا ہوا اور میں نے ایک چھوٹا سا پارسل بنایا۔ اگرچہ اس پارسل میں صرف چاکولیٹ کے دو ٹکڑے تھے لیکن دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کوئی زیور ہے۔ میں نے پارسل پر اپنے ایک دوست کا پتہ لکھا جو برمنگھم میں رہتے ہیں۔ اور نیچے اپنا لندن کا پتہ بھی درج کر دیا۔

سب سے پہلے میں ڈاک خانہ گیا اور وہاں یہ پارسل ایک تختے پر چھوڑ آیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد میں پھر ڈاک خانہ گیا تو معلوم ہوا کہ پارسل ڈاک خانہ کے متعلقہ کلرک کی تحویل میں ہے۔ میں نے اس سے اپنا پارسل واپس لیا اور گھر کا رخ کیا۔

وسٹ اینڈ میں آکسفورڈ اسٹریٹ کے عظیم الشان بازار میں سے گذرتے ہوئے ایک زیر تعمیر مکان کے سامنے چند مزدور نظر آئے۔ میں نے ادھر کا رُخ کیا اور ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے فٹ پاتھ پر یہ پارسل گرا دیا۔ میں بہ مشکل پچاس گز آگے گیا ہوں گا کہ ایک مزدور دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "لیجئے آپ کا یہ پارسل وہاں گر گیا تھا۔" میں نے مزدور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی لاپروائی پر اظہارِ افسوس کیا اور پارسل لے کر آگے بڑھا۔

کچھ دیر کے بعد ہائیڈ پارک کے موڑ پر بس میں سوار ہوا۔ پارسل کو سیٹ پر رکھا اور پھر اس کو وہیں چھوڑ کر اگلے اسٹاپ پر اُتر گیا۔ دوسرے روز صبح کو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ معلوم ہوا کہ لندن ٹرانسپورٹ کے گم شدہ اشیاء کے شعبہ سے کوئی بول رہا ہے۔ اور اس نے دریافت کیا کہ "آپ کل شام کو چار بجے کہاں تھے؟" میں نے کہا کہ "وسٹ اینڈ میں۔ لیکن آپ یہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں؟" اس نے پھر پوچھا کہ کیا آپ لندن ٹرانسپورٹ کی بس میں سوار ہوئے تھے؟" میں نے کہا کہ "ہاں۔ میں ایک بس میں ہائیڈ پارک کارنر سے کنگسٹن برج تک گیا تھا۔" پھر آواز آئی کہ اس بس میں آپ ایک پارسل بھول گئے تھے۔ وہ کسی وقت یہاں آ کے لے جائیے۔" چنانچہ میں اسی روز اپنا پارسل لے آیا۔ اس دفتر میں مجھے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ لندن کی بسوں اور زیر زمین ریلوں میں لوگ ہر سال اوسطاً پچاس ہزار چیزیں بھول جاتے ہیں۔ اور یہ دفتر ان کے مالکوں کا پتہ لگا کر یہ چیزیں ان کے حوالے کرتا ہے۔

اگلے دن میں نے ایک ایسی جگہ موٹر ٹھہرائی جہاں کوئی دو سو موٹریں کھڑی ہوئی تھیں۔ اور موٹر سے اُترتے ہوئے یہ پارسل زمین پر گرا دیا۔ دو گھنٹے کے بعد میں واپس آیا تو دیکھا کہ پارسل اگلی سیٹ پر رکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک چٹھی بھی تھی جس میں لکھا تھا کہ "آپ کا پارسل زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اگر آپ اپنی چیزیں احتیاط سے نہ رکھیں گے۔ تو ان کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔"

اس کے بعد میں نے زیر زمین ریل کے ایک اسٹیشن میں بنچ پر اپنے قریب ہی یہ پارسل رکھا اور اخبار پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُٹھا اور پارسل کو بنچ پر چھوڑ کر پلیٹ فارم کی دوسری طرف چلا گیا۔ اگرچہ میں وہاں کھڑا ہوا بظاہر اخبار پڑھ رہا تھا لیکن نظریں بچا کر پارسل کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔ کوئی دس منٹ گذرے ہوں گے کہ ایک قلی کی نظر پارسل پر پڑی۔ جو لوگ آس پاس کھڑے تھے قلی نے ان سے دریافت کیا کہ یہ پارسل کس کا ہے۔ ان سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ پھر اس نے پارسل پر لکھا ہوا پتہ پڑھا۔ اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ آخر کار میرے پاس آیا اور کہا کہ "اس پر لکھے ہوئے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پارسل آپ کا ہے۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے پارسل لے لیا۔

دوسرے روز میں ایک کام سے اُول کے پولیس اسٹیشن جا رہا تھا۔ اور جب تھانہ کوئی پچاس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا تو میں نے یہ پارسل پھر سڑک پر گرا دیا۔ پولیس اسٹیشن پہنچ کر صرف چند منٹ ہی گذرے تھے کہ ایک شخص داخل ہوا جو وضع قطع سے معمولی طبقہ کا آدمی معلوم ہوتا تھا اور پولیس کے ایک افسر سے کہنے لگا کہ "یہ پارسل سڑک پر پڑا ہوا تھا"۔ اس نے پارسل ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ اس کے لکھے ہوئے پتہ پر نظر ڈالی اور پھر مجھ سے کہنے لگا کہ "مسٹر صدیقی! کیا آپ کی کوئی چیز کھو گئی ہے"۔ میں نے کہا کہ "مجھے تو کچھ خیال نہیں"۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ موٹر پر آئے ہیں"۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگا کہ "کیا آپ کے پاس کوئی پارسل بھی تھا"۔ میں نے کہا کہ "ہاں بھورے رنگ کا ایک پارسل تھا تو۔ لیکن یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ اس نے پارسل میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ "یہ ہے آپ کا پارسل"۔ میں نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا جو پارسل لے آیا تھا۔ اور گھر واپس ہوا۔

یہ پارسل اب بھی میرے پاس ہے۔ لیکن میں اس کو پھینکنے کی کوئی اور کوشش نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں نے لندن والوں کی دیانت کا امتحان لینے کی غرض سے جو تجربے کئے ان سے اس عظیم ترین شہر کے باشندوں کی دیانت کا پورا ثبوت مل گیا۔ چنانچہ میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اب میرے ذہن میں بار بار یہ سوال پیدا ہونے لگا ہے کہ کیا میں اپنے وطن اور اپنے شہر کراچی کے باشندوں کی دیانت کا امتحان لینے کے لئے بھی ایسا کوئی تجربہ کر سکتا ہوں اور اگر کروں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسلام کا نظریۂ حیات

مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم

یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کی مشہور انگریزی تصنیف "اسلامک آئیڈیالوجی" کا ترجمہ ہے۔ جس میں اسلام کے بنیادی عقائد و اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت مدلل انداز میں اسلام کے نظریہ حیات کی تشریح کی گئی ہے۔ صفحات ۵۰۲۔ قیمت آٹھ روپے۔

سکرٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ لاہور